Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

Jurisprudential Aspects of Dropshipping: A Research Analysis in Light of Islamic Principles

ڈراپ شپنگ کے فقہی پہلو: اسلامی اصولوں کی روشنی میں تحقیقی جائزہ

Authors Details
1. Maryam Asif (Corresponding Author)
Lecturer, Islamic studies, Govt. Associate college (w) Chawinda, Sialkot, Pakistan.
maryamasif604@gmial.com

Citation
Asif, Maryam " Jurisprudential Aspects of Dropshipping: A Research Analysis in Light of Islamic Principles."Al-Marjān Research Journal, 2, no.3, Oct-Dec (2024): 333− 353.

Submission Timeline
Received: Sep 16, 2024
Revised: Oct 06, 2024
Accepted: Oct 27, 2024
Published Online: Nov 09, 2024

Publication, Copyright & Licensing

Article QR

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.
All Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

Jurisprudential Aspects of Dropshipping: A Research Analysis in Light of Islamic Principles

ڈراپ شپنگ کے فقہی پہلو: اسلامی اصولوں کی روشنی میں تحقیقی جائزہ

*مریم آصف

Abstract

This research explores the jurisprudential aspects of dropshipping, a modern business model that has gained global traction due to its efficiency and minimal upfront investment. Dropshipping allows sellers to operate without maintaining inventory, outsourcing the storage and delivery process to third-party suppliers. However, this model raises significant ethical and legal questions from an Islamic perspective, particularly regarding the prohibition of selling items not owned and the necessity of transactional transparency. Islamic jurisprudence places emphasis on ownership and possession in trade, making traditional dropshipping practices potentially problematic. This study examines the permissibility of dropshipping under Islamic law, identifying common violations and potential rectifications. It also evaluates Shariah-compliant alternatives, including Musharakah (partnership), Murabaha (cost-plus financing), and Ijarah (leasing). These alternatives are analyzed to assess their compatibility with modern business needs while adhering to Islamic ethics. By juxtaposing conventional dropshipping with Shariah-compliant methods, this research offers practical insights for Muslim entrepreneurs seeking ethical and legally sound business practices. The study highlights the importance of aligning modern economic models with Islamic values, emphasizing integrity, transparency, and fairness in trade.

Keywords: Dropshipping, Islamic jurisprudence, ownership, Shariah-compliance, ethical trade

تعارف موضوع

ڈراپ شپنگ موجودہ دور کا ایک منفرد تجارتی ماڈل ہے جس نے اپنی کم لاگت اور کم خطرات کی وجہ سے عالمی سطح پر مقبولیت حاصل کی ہے۔ یہ ماڈل کاروباری افراد کو بغیر کسی اسٹاک کے تجارت کرنے کی اجازت دیتا ہے، جس میں اسٹوریج اور ترسیل کا کام تیسرے فریق کے سپرد ہوتا ہے۔ تاہم، اسلامی تعلیمات کے مطابق، اس طریقہ کار میں کئی فقہی اور اخلاقی مسائل پیدا ہو سکتے ہیں، خاص طور پر ایسی چیزوں کی خرید و فروخت کے حوالے سے جو بیچنے والے کی ملکیت میں نہ ہوں، یا معاملات میں شفافیت کی کمی ہو۔ یہ تحقیق ڈراپ شپنگ کے فقہی پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہے اور اس کی

* لیکچرر، اسلامیات، گورنمنٹ ایسوسی ایٹ کالج (برائے خواتین)، چونڈہ، سیالکوٹ، پاکستان۔

روایتی طریقوں کو شریعت کے مطابق بنانے کے لیے قابل عمل حل تجویز کرتی ہے۔ تحقیق میں اسلامی اصولوں کے مطابق متبادل کاروباری ماڈلز جیسے مشارکہ، مرابحہ، اور اجارہ کا تجزیہ کیا گیا ہے اور یہ جاننے کی کوشش کی گئی ہے کہ یہ جدید کاروباری ضروریات سے کس حد تک ہم آہنگ ہیں۔ اس مطالعے کا مقصد مسلم تاجروں کو ایسے طریقے فراہم کرنا ہے جو نہ صرف اسلامی قوانین کے مطابق ہوں بلکہ اخلاقی اقدار جیسے شفافیت، انصاف اور دیانت کو بھی فروغ دیں۔

بیع مرابحہ اور ڈراپ شپنگ

مرابحہ اسلامی فنانسنگ کی ایک قسم ہے جو عام طور پر اسلامی فنانس اور بینکنگ میں استعمال ہوتی ہے۔ یہ ایک معاہدہ پر مبنی لین دین ہے جس میں بیچنے والا خریدار کی جانب سے اثاثہ خرید تا ہے اور پھر خریدار کو مارک اپ پر اثاثہ فروخت کرتا ہے جس پر لین دین کے وقت اتفاق ہوتا ہے۔ یہ مارک اپ اس منافع کی نمائندگی کرتا ہے جس کا بیچنے والا فنانسنگ فراہم کرنے کا حقدار ہے۔ مرابحہ کو حلال فنانسنگ کی ایک قسم سمجھا جاتا ہے کیونکہ یہ سود کے بجائے ٹھوس اثاثہ پر مبنی ہے۔ یہ اکثر سامان یا اثاثوں کی خریداری کے لیے مالی اعانت کے لیے استعمال ہوتا ہے جیسے کہ رئیل اسٹیٹ یا آٹوموبائل جہاں مذہبی عقائد کی وجہ سے قرض دینے کے روایتی طریقے مسلمان صارفین کے لیے قابل قبول نہیں ہوسکتے۔ معاشیات میں مرابحہ کو فنانسنگ کی ایک شکل کے طور پر دیکھا جاتا ہے جو اقتصادی ترقی اور ترقی کو فروغ دینے میں مدد دے سکتا ہے خاص طور پر ان ممالک میں جہاں بڑی مسلم آبادی ہے۔ اس کا استعمال چھوٹے کاروباروں اور کاروباری افراد کے لیے فنانسنگ فراہم کرنے کے لیے کیا جاسکتا ہے جن کی روایتی بینکنگ خدمات تک رسائی نہیں ہوسکتی اور بڑے پیمانے پر بنیادی ڈھانچے کے منصوبوں کو فنڈ دینے کے لیے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔

مرابحہ کی تعریف:

الْمُرَابَحَةُ نَقْلُ مَا مَلَكَهُ بِالْعَقْدِ الْأَوَّلِ بِالثَّمَنِ الْأَوَّلِ مَعَ زِيَادَةِ رِبْحٍ[1]

مرابحہ باب مفاعلۃ کا مصدر ہے بمعنی نفع دینا۔ مرابحہ اپنی اصل کے اعتبار سے خرید و فروخت (بیع) کی ایک قسم ہے۔ وہ خصوصیت جو اسے خرید وفروخت (بیع) کی باقی اقسام سے ممتاز کرتی ہے، وہ یہ ہے کہ مرابحہ میں فروخت کرنے والا (بائع) صراحتاً خریدار کو یہ بتاتا ہے کہ اُس کی اُس (بیچی جانے والی) چیز پر کتنی لاگت آئی ہے اور وہ اس لاگت پر کتنا نفع کمانا چاہتا ہے۔ مرابحہ کا مطلب یہ ہے کہ بائع نے جتنے میں خرید مشتری کو صاف بتائے کہ میں نے یہ کتاب ایک ہزار روپیہ میں خریدی اور بیس روپیہ نفع لے کر آپ کے ہاتھ فروخت کرتا ہوں اس میں بیس روپے نفع لیا اس لئے اس کو مرابحہ کہتے ہیں مرابحہ میں پہلی قیمت بتانا ضروری ہے اگر نہ بتائی تو اس کو مرابحہ نہیں کہیں گے بلکہ یہ تو عام بیع ہو جائیگی۔

1 Qudūrī, Aḥmad ibn Muḥammad, *al-Mukhtaṣar al-Qudūrī* (Beirut: Dār al-Fikr, 2000), p. 86.

اسلامک بینکنگ میں جہاں خریدار کو اشیاء کی خریداری کیلئے فنڈز کی ضرورت ہوتی ہے وہاں مرابحہ ایک طریقہ تمویل کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ خریدار مرابحہ کی سہولت حاصل کرنے کے لیے ان اشیاء کا انتخاب کرتا ہے جو اشیاء وہ مرابحہ کی سہولت کے تحت خریدنا چاہتا ہے۔ بینک سپلائر سے وہ اشیاء خرید کر کسٹمر کو (لاگت اور منافع ظاہر کرکے) ایک متعین قیمت پر نقد یا ادھار فروخت کر دیتا ہے۔

حدیث سے مرابحہ کا ثبوت

رَأَيْتُ عَلَى عَلِيٍ إِزَاراً غَلِيظًا قَالَ إِشْتَرَيْتُ بِخَمْسَةِ دَرَاهِمَ فَمَنْ ارْبَحَنِي فِيهِ دِرْهَماً بِعْتُهُ إِيَّاهُ[2]

(میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کے جسم پر ایک موٹی چادر دیکھی آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے پانچ درہم میں چادر خریدی تھی جو شخص ایک درہم نفع دے کر خریدے گا میں اس کو بیچ دوں گا۔)

اس اثر سے مرابحہ کا اثبات ثابت ہوا۔

مرابحہ کے صحیح ہونے کی شرط

مرابحہ اسی وقت صحیح ہوگا جب کہ اس کا ثمن مثلی ہو اگر ثمن مثلی نہ ہو تو مرابحہ صحیح نہیں ہو سکے گا۔ مثلاً گیہوں، چاول، دراہم اور دنانیر ہوں جو اس جیسا مل سکتا ہو۔ کپڑا، غلام، گائے، بھینس وغیرہ نہ ہو کہ اس جیسا دنیا میں نہیں مل سکتا بڑا چھوٹا ضرور ہوتا ہے۔ یعنی ثمن ذوات الامثال میں سے ہو ذوات القیم میں سے نہ ہو کیونکہ جب اس جیسا دوسرا مل سکتا ہے تب ہی تو دوسرا مشتری اس جیسا ثمن دے کر مبیع خریدے گا اور اگر اس جیسا نہیں مل سکتا تو اگلا مشتری کیا دے کر خریدے گا کیسے اس پر نفع دے۔

اگر مشتری مرابحہ میں خیانت پر مطلع ہو جائے

فَإِنِ اطَّلَعَ الْمُشْتَرِى عَلَى خِيَانَةٍ فِي الْمُرَابَحَةِ فَهُوَ بِالْخِيَارِ عِنْدَ إِبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى إِنْ شَاءَ أَخَذَهُ بِجَمِيعِ الثَّمَنِ وَإِنْ شَاءَ رَدَّهُ[3]

ایک آدمی نے کوئی چیز مرابحہ فروخت کی مثلاً یہ کہا کہ میں نے یہ کپڑا دس روپے میں خریدا تھا پانچ روپے نفع لے کر پندرہ میں بیچتا ہوں مشتری نے بھروسہ کر کے خرید لیا۔ بعد میں پتہ چلا کہ میرے بائع نے یہ کپڑا آٹھ روپے میں خریدا تھا اس نے مجھ سے پانچ نہیں بلکہ سات روپئے نفع لیا ہے تو مشتری کو اختیار ہے کہ مبیع یعنی کپڑے کو پورے ثمن پندرہ روپے میں لے لے یا بیع کو چھوڑ دے۔

کیونکہ تیرہ روپے میں لے تب بھی مرابحہ ہے اور پندرہ روپے میں لے تب بھی مرابحہ ہے اور بائع نے لفظ مرابحہ بولا ہے جس میں سچ ہے اس لئے خریدے تو پندرہ میں خریدے لیکن دو روپے کا جھوٹ بولا ہے اس لئے مشتری کو لینے اور نہ لینے کا اختیار ہے۔

---

[2] Aḥmad ibn Ḥusayn, Sunan al-Bayhaqī, Bāb al-Murābaḥah (Beirut: Maktabah al-Kutub al-‘Ilmīyah, 2005), j: 5, p. 538.
[3] Qudūrī, *al-Mukhtaṣar al-Qudūrī*, p. 86.

بیع مرابحہ اورڈراپ شپنگ کے درمیان فرق

ڈراپ شپنگ اور بیع مرابحہ دونوں کاروباری ماڈلز ہیں جن میں مصنوعات کو جسمانی طور پر ملکیت یا ہینڈل کیے بغیر فروخت کرنا شامل ہے تاہم یہ کئی اہم طریقوں سے مختلف ہیں:

i. **مصنوعات کی ملکیت**

ڈراپ شپنگ میں بیچنے والے کے پاس وہ پروڈکٹس نہیں ہوتے جو وہ بیچتے ہیں۔ اس کے بجائے وہ ایک سپلائر سے مصنوعات خریدتے ہیں جو انہیں براہ راست کسٹمر کو بھیجتا ہے۔ بیع مرابحہ میں بیچنے والا مصنوعات کا مالک ہوتا ہے اور انہیں مارک اپ پر کسٹمر کو فروخت کرتا ہے اور گاہک وقت کے ساتھ قسطوں میں ادائیگی کرتا ہے۔

ii. **منافع کا مارجن:**

ڈراپ شپنگ میں عام طور پر بیع مرابحہ کے مقابلے کم منافع کا مارجن ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ڈراپ شپپر منافع کمانے کے لیے زیادہ مقدار میں پروڈکٹس فروخت کرنے پر انحصار کرتے ہیں جب کہ بیچنے والے اپنی مصنوعات کے لیے زیادہ قیمتیں وصول کرسکتے ہیں اور زیادہ منافع کما سکتے ہیں۔

iii. **فنانسنگ**

بیع مرابحہ میں بیچنے والے اور گاہک کے درمیان مالیاتی انتظامات شامل ہوتے ہیں جس میں صارف وقت کے ساتھ قسطوں میں ادائیگی کرتا ہے ڈراپ شپنگ میں فنانسنگ شامل نہیں ہے۔

بیع سلم اور ڈراپ شپنگ

سلم اسلامی معاہدہ کی ایک قسم ہے جو عام طور پر اسلامی مالیات اور معاشیات میں استعمال ہوتی ہے۔ یہ ایک فارورڈ کنٹریکٹ ہے جس میں خریدار کسی اجناس یا کموڈٹی کی پوری قیمت پہلے سے ادا کرتا ہے سامان کی ترسیل مستقبل کی تاریخ پر ہوتی ہے۔ بیچنے والا متعین تاریخ پر سامان کی فراہمی پر راضی ہوتا ہے اور پیشگی ادائیگی وصول کرتا ہے۔ سلم معاہدے اکثر زرعی منڈیوں میں استعمال ہوتے ہیں جہاں کسانوں کو فصلوں کی کٹائی سے پہلے اپنے اخراجات پورے کرنے کے لیے مالی امداد کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس صورت میں خریدار کسان کو ان فصلوں کے لیے پیشگی ادائیگی کرتا ہے جو بعد کی تاریخ میں کاٹی جائیں گی۔ اس کے بعد کسان اپنے اخراجات پورے کرنے کے لیے فنڈز کا استعمال کرتا ہے اور فصل کی کٹائی کے بعد خریدار وصول کرتا ہے۔

معاشیات میں سلم کو اقتصادی ترقی اور استحکام کو فروغ دینے کے طریقے کے طور پر دیکھا جاتا ہے خاص طور پر زرعی منڈیوں میں۔ یہ کسانوں کو اپنے اخراجات کو پورا کرنے اور ان کے خطرے کو کم کرنے کے لیے مالی اعانت حاصل کرنے میں مدد کرسکتا ہے جبکہ خریداروں کو ان کی ضرورت کے سامان کی فراہمی کا ایک قابل اعتماد ذریعہ بھی فراہم کرسکتا ہے۔ سلم کے معاہدے اسلامی اصولوں پر مبنی ہیں جو سود کی وصولی سے منع کرتے

ہیں اور وہ فنانسنگ کے لیے ایک منفرد انداز کی نمائندگی کرتے ہیں جو خطرے اور منافع کی تقسیم پر مبنی ہے۔ انہوں نے اسلامی مالیات میں مقبولیت حاصل کی ہے اور تیزی سے مختلف مارکیٹوں اور صنعتوں میں استعمال ہو رہی ہے۔

سلم کی تعریف:

ھی بیع شیء موصوف فی الذمه بمثن معجل [4]

ایسی بیع جس میں ثمن پہلے دی جائے اور مبیع کچھ دنوں کے بعد میں دی جائے۔

بیع سلم کا ثبوت قرآن کریم سے

يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَاكْتُبُوهُ [5]

(اے ایمان والو جب تم متعین مدت تک دین کا معاملہ کرو تو اس کو لکھ لیا کرو)

بیع سلم بھی دین کا ایک معاملہ ہے اس لئے اس کا جواز بھی اس آیت میں شامل ہے۔

بیع سلم کا ثبوت حدیث سے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اور لوگ پھل میں دو سال اور تین سال کے لئے بیع سلم کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من السلف فِي شَيْءٍ فَفِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ [6]

(جو کسی چیز میں بیع سلم کرے تو کیل معلوم ہو وزن معلوم ہو اور مدت معلوم ہو)

میکلات اور موزونات میں بیع سلم:

بیع سلم کیلی وزنی اور اسکی عددی چیزوں میں جن کے افراد میں تفاوت نہیں ہوتا ہے جیسے اخروٹ اور انڈے اور گز سے ناپی جانے والی چیزوں میں جائز ہے۔ جو چیزیں کیل سے ناپ کر فروخت کی جاتی ہیں جیسے گیہوں چاول وغیرہ اسی طرح جو چیز میں وزنی ہوں یا عدد سے گن کر بیچی جاتی ہوں لیکن ان کے افراد میں زیادہ فرق نہ ہو جیسے اخروٹ اور انڈے ان کے افراد میں زیادہ فرق نہیں ہوتا ان کے چھوٹے بڑے دینے سے جھگڑا نہیں ہوتا اسی طرح جو چیزیں ہاتھ یا گز سے ناپ کر بیچی جاتی ہیں جیسے کپڑا وغیرہ ان تمام میں بیچ سلم جائز ہے۔ وزنی چیزوں میں دراہم اور دنانیر بھی ہیں ان کی بیع سلم جائز نہیں کیونکہ ان کی صفات متعین کرنے سے متعین نہیں ہوتی اس لئے وزنی سے دو چیزیں مراد ہیں جو وزن کی جاتی ہوں لیکن دراہم اور دنانیر نہ ہوں جیسے لوہا وغیرہ۔

---

[4] Qudūrī, *al-Mukhtaṣar al-Qudūrī*, p. 88
[5] Al-Baqarah 2:282.
[6] Muḥammad ibn Ismā‘īl, *al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb al-Buyū‘, Bāb Bay‘ al-Salam ilā ajil ma‘lūm (Karachi: Maktabah al-Bushrī, 2018), Ḥadīth no. 2253.

عددی چیزوں میں بیع سلم

فَكَانَ يَأْخُذُ الْبَعِيرُ بِالْبَعِيرَيْنِ إِلَى إِبِلِ الصَّدَقَةِ[7]

یعنی عبد اللہ بن عمر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ایک اونٹ دو اونٹ کے بدلے میں لیتے تھے، صدقہ کے اونٹ کے آنے تک، اس حدیث سے عددی چیزوں میں بیع سلم کا پتہ چلتا ہے۔

مذروعات میں بیع سلم

حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ سوت کے کپڑوں کے سلم کے بارے میں فرمایا اگر گز معلوم ہوا اور مدت معلوم ہو تو کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔[8]

بیع سلم کی شرائط

بیع سلم کے لیے چند شرطیں ہیں جن کا لحاظ ضروری ہے۔

1. عقد میں شرط خیار نہ ہونہ دونوں کے لیے نہ ایک کے
2. راس المال کی جنس کا بیان کہ روپیہ ہے یا اشرفی یا نوٹ یا پیسہ۔
3. اس کی نوع کا بیان یعنی مثلاً اگر وہاں مختلف قسم کے روپے اشرفیاں رائج ہوں تو بیان کرنا ہوگا کہ کس قسم کے روپے یا اشرفیاں ہیں۔
4. بیان وصف اگر کھرے کھوٹے کئی طرح کے سکے ہوں تو اسے بھی بیان کرنا ہوگا۔
5. راس المال کی مقدار کا بیان یعنی اگر عقد کا تعلق اس کی مقدار کے ساتھ ہو تو مقدار کا بیان کرنا ضروری ہوگا فقط اشارہ کرکے بتانا کافی نہیں مثلاً تھیلی میں روپے ہیں تو یہ کہنا کافی نہیں کہ ان روپوں کے بدلے میں سلم کرتا ہوں بتانا بھی پڑے گا کہ یہ سو ہیں اور اگر عقد کا تعلق اس کی مقدار سے مثلاً راس المال کپڑے کا تھان یا عددی متفاوت ہو تو اس کی گنتی بتانے کی ضرورت نہیں اشارہ کرکے معین کردینا کافی ہے۔ اگر مسلم فیہ دو مختلف چیزیں ہوں اور راس المال مکیل یا موزوں ہو تو ہر ایک کے مقابل میں ثمن کا حصہ مقرر کرکے ظاہر کرنا ہوگا اور مکیل و موزوں نہ ہو تو تفصیل کی حاجت نہیں اور اگر راس المال دو مختلف چیزیں ہوں مثلاً کچھ روپے ہیں اور کچھ اشرفیاں تو ان دونوں کی مقدار بیان کرنی ضرور ہے ایک کی بیان کردی اور ایک کی نہیں تو دونوں میں سلم صحیح نہیں۔[9]

---

[7] Sulaymān ibn Ash'ath, Abū Dāwūd, *al-Sunan*, Abwāb al-Ijārah, Bāb fī al-Rukhṣah Dhālika (Karachi: Maktabah al-Bushrī, 2020), Ḥadīth no. 3357.
[8] Abū Bakr ibn Abī Shaybah, *al-Muṣannaf fī al-Ḥadīth wa al-Āthār*, Kitāb al-Buyū', Bāb fī al-Rajul Aslafa fī Ṭa'ām wa Akhadh Ba'ḍ al-Ṭa'ām (Lahore: Maktabah Raḥmāniyyah, 2017), Ḥadīth no. 20255.
[9] Muḥammad Amjad Alī, *Bahār al-Sharī'ah* (Karachi: Maktabah al-Madīnah, 2008), j: 11, p. 795.

بیع سلم اور ڈراپ شپنگ میں فرق

ڈراپ شپنگ اور بیع سلم تجارت سے متعلق دو مختلف تصورات ہیں۔ڈراپ شپنگ ایک خوردہ تکمیل کا طریقہ ہے جہاں ایک آن لائن اسٹور بغیر کسی انوینٹری کے گاہکوں کو مصنوعات فروخت کرتا ہے۔ اس کے بجائے جب کوئی گاہک آرڈر دیتا ہے تو اسٹور کسی فریق ثالث سپلائر سے پروڈکٹ خرید تا ہے جو اسے براہ راست کسٹمر کو بھیج دیتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں خوردہ فروش ایک مڈل مین کے طور پر کام کرتا ہے گاہک کو سپلائر سے جوڑتا ہے۔دوسری طرف بیع سلم اسلامی مالیات میں استعمال ہونے والا ایک معاہدہ ہے جہاں خریدار کسی پروڈکٹ کی پوری قیمت پہلے سے ادا کرتا ہے اور بعد کی تاریخ میں پروڈکٹ کی ترسیل ہوتی ہے۔ اس قسم کا معاہدہ اکثر زرعی لین دین میں استعمال ہوتا ہے جہاں خریدار سامان کی کٹائی یا پیداوار سے پہلے ادائیگی کرتا ہے۔ڈراپ شپنگ ایک خوردہ تکمیل کا طریقہ ہے جس میں خوردہ فروش ایک درمیانی کے طور پر کام کرتا ہے جبکہ بیع سلم ایک اسلامی مالیاتی معاہدہ ہے جس میں بعد کی تاریخ میں سامان کی ترسیل کے لیے پیشگی ادائیگی شامل ہوتی ہے۔

بیع قبل القبض کی مباحث

یہ ایک اسلامی مالیاتی اصطلاح ہے جس سے مراد فروخت کی ایک قسم ہے جہاں خریدار سامان یا خدمات خریدتا ہے لیکن ادائیگی بعد کی تاریخ میں کی جاتی ہے۔ اس لین دین میں خریدار بیچنے والے کو سامان یا خدمات کے لیے ایک خاص قیمت ادا کرنے پر راضی ہوتا ہے لیکن اصل ادائیگی مستقبل کی مخصوص تاریخ تک موخر کر دی جاتی ہے۔اس قسم کی فروخت کو بعض اوقات کریڈٹ سیل یا موخر ادائیگی کی فروخت بھی کہا جاتا ہے۔ یہ اسلامی مالیات میں عام طور پر لین دین کی سہولت کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جہاں خریدار کے پاس خریداری کے وقت پوری ادائیگی کرنے کے لیے کافی رقم نہ ہو۔اسلامی تناظر میں اس قسم کی فروخت اس وقت تک جائز سمجھی جاتی ہے جب تک کہ کچھ شرائط پوری ہو جائیں جیسے کہ فروخت کے وقت قیمت پر اتفاق کیا جاتا ہے اور سامان یا خدمات واضح طور پر بیان کی جاتی ہیں۔ یہ بھی ضروری ہے کہ موخر ادائیگی کی مدت پر دونوں فریقوں کے درمیان اتفاق ہو اور ضرورت سے زیادہ یا غیر یقینی نہ ہو۔

قبضے کے لغوی معنی

تناول الشيء بجميع الكف (کسی چیز کو اپنے پورے ہاتھ سے لے لینا) جیسے کہتے ہیں قبضت السيف (میں نے ہاتھ میں تلوار لی) یا کہا جاتا ہے قبض المال (اس نے مال لے لیا)۔[10]

قبضے کے اصطلاحی معنی

حيازة الشيء والتمكن منه سواء أكان مما يمكن تناوله باليد أم لم يمكن[11]

[10] Wizārat al-Awqāf wa al-Shu'ūn al-Islāmīyah, al-Mawsū'ah al-Fiqhīyah al-Kuwaitīyah (Kuwait: Wizārat al-Awqāf wa al-Shu'ūn al-Islāmīyah, 2000), j: 32, p. 255.
[11] Iḍāfah (Kuwait: Wizārat al-Awqāf wa al-Shu'ūn al-Islāmīyah, 2000), p. 257.

(کسی چیز کو اپنی ملکیت میں لینا اور اس پر قدرت پالینا خواہ وہ ان چیزوں میں سے ہو جو ہاتھ سے لی جاسکتی ہیں یا ان میں سے ہو جن کو ہاتھ سے لینا ممکن نہ ہو)

بیع قبل القبض کی تعریف

قبضہ سے پہلے کسی چیز کو فروخت کر دینا بیع قبل القبض کہلاتا ہے۔ علامہ کاسانی رحمہ اللہ نے بدائع الصنائع میں لکھا ہے:

وَالقَبْضُ عِنْدَنَا هُوَ التَّخْلِيَةُ ، وَالتَّخَلِّي وَهُوَ أَنْ يُخَلَّى الْبَائِعُ بَيْنَ الْمَبِيعِ وَبَيْنَ الْمُشْتَرِي بِرَفْعِ الْحَائِلِ بَيْنَهُمَا عَلَى وَجْهٍ يَتَمَكَّنُ الْمُشْتَرِي مِنْ التَّصَرُّفِ فِيهِ فَيُجْعَلُ الْبَائِعُ مُسَلِّمًا لِلْمَبِيعِ، وَالْمُشْتَرِي قَابِضًا لَهُ [12]

(قبضہ ہمارے نزدیک تخلیہ کا نام ہے اور تخلیہ یہ ہے کہ بیچنے والا مبیع اور خریدار کے درمیان سے رکاوٹ کو دور کرتے ہوئے۔ اس طرح راستہ صاف کر دے کہ خریدار اس چیز میں تصرف پر قدرت پالے، پس اس وقت بائع کو مبیع کے سپرد کرنے والا اور خریدار کو قبضہ کرنے والا قرار دیا جائے گا)

حاصل یہ ہے کہ قبضہ نام ہے کسی بھی چیز پر اختیار و تصرف کے حاصل ہو جانے کا جس کی وجہ سے انسان اس چیز میں بلا کسی مانع کے تصرف کر سکے۔

قبضہ سے پہلے خرید و فروخت کے احکام

ومن اشترى شيئاً مما يُنقل ويحول لَمْ يَجُزْ لَهُ بَيْعَهُ حَتَّى يَقْبَطَهُ [13]

(جس نے خریدی ایسی چیز جو منتقل ہو سکتی ہے اور اس جگہ سے بدلی جاسکتی ہے تو اس کی بیع جائز نہیں ہے یہاں تک کہ اس پر قبضہ کرلے)

قبضہ سے پہلے خرید و فروخت کی ممانعت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف الفاظ میں متعدد احادیث مروی ہیں۔ بعض احادیث میں بعض مخصوص سامانوں کا نام لے کر قبض ہ سے پہلے ان کی خرید و فروخت سے روکا گیا ہے۔ جب کہ دیگر احادیث میں یہ حکم ممانعت کسی سامان کی صراحت کے بغیر عمومی الفاظ میں آیا ہے۔

لانَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَهى عَنْ بَيْعِ مَالَمْ يَقْبِضُ [14]

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز کے بیچنے سے منع فرمایا جس پر قبضہ نہیں کیا)

---

[12] Mujāhid al-Islām Qāsmī, *Majallat Majma‘ al-Fiqh al-Islāmī* (Jeddah: Majma‘ al-Fiqh al-Islāmī, 2000), j: 6, p. 368.

[13] Qudūrī, *al-Mukhtaṣar al-Qudūrī*, p. 88.

[14] Muḥammad ibn Yazīd, Ibn Mājah, al-Sunan, Kitāb al-Buyū‘, Bāb Baṭlān Bay‘ al-Mabī‘ qabl al-Qabḍ (Karachi: Maktabah al-Bushrī, 2018), Ḥadīth no. 2229.

بیع قبل القبض کی حیثیت

تقریباً تمام حضرات نے کتب فقہ کی مختلف جزئیات کے حوالہ سے بیع قبل القبض کو ناجائز قرار دیتے ہوئے اسے فاسد بتایا ہے بعض حضرات کا رجحان جواز کی جانب بھی ہے چنانچہ:

i. جناب شمس پیرزادہ صاحب نے موجودہ کاروباری طریقوں میں جہاں ضرورت متقاضی ہے ضرر کا اندیشہ نہ ہونے کے برابر ہے اور بائع کی طرف سے ضمانت بھی ہے بیع قبل القبض کی اجازت دی ہے۔

ii. مولانا زبیر قاسمی صاحب کا خیال ہے کہ فساد کا حکم محض قضاء ہے لہذا اگر کوئی نزاع نہ ہو تو اس کے جواز و صحت اور نفاذ و لزوم ہی کا فتویٰ دیا جانا چاہئے۔

iii. مولانا خالد سیف اللہ رحمانی اور مولانا شکیل احمد سیتاپوری کی رائے میں موجودہ حالات میں فقہ مالکی یا فقہ حنبلی کو اختیار کیا جا سکتا ہے۔[15]

قبضہ کی حقیقت

قرآن وسنت میں قبضہ کی کوئی خاص حقیقت نہیں بتائی گئی ہے بلکہ احادیث میں قبضہ کی مختلف کیفیات کا ذکر ہے حضرت عبد اللہ بن عمر کی ایک روایت میں مقام خریداری سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم دیا گیا ہے حضرت زید بن ثابت سے روایت ہے کہ تجار خرید کردہ مال کو اپنے کجاوے میں منتقل کرلیں۔ حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں ناپ تول کو قبضہ قرار دیا گیا ہے۔ اسی لئے فقہاء کا اتفاق ہے کہ اس بابت لوگوں کا عرف ہی معیار ہے جس چیز کے بارے میں جس درجہ کے عمل دخل کو لوگوں کے عرف میں قبضہ تصور کیا جائے وہی اس کے حق میں شرعاً بھی قبضہ مانا جائے گا۔ علامہ کاسانی فرماتے ہیں:

ولا يشترط القبض بالبراجم ، لأن معنى القبض هو التمكن والتخلى وارتفاع الموانع عرفاً وعادةً حقيقة[16]

(انگلیوں سے قبضہ شرط نہیں اس لئے کہ قبضہ کے معنی تمکن اور تخلی اور عرف وعادت اور حقیقت کے اعتبار سے موانع کے ختم ہو جانے کے ہیں)

علامہ دردیر مالکی تحریر فرماتے ہیں:

وقبض العقار... بالتخلية... وقبض غيره... بالعرف الجاري بين الناس[17]

(غیر منقولہ اموال میں قبضہ تخلیہ کے ذریعہ اور دوسری اشیاء میں لوگوں کے عرف ورواج کے مطابق ہو گا)

---

[15] Mujāhid al-Islām Qāsmī, *Jadīd Tijārī Shakhlay* (Karachi: Idārat al-Qur'ān wa al-'Ulūm al-Islāmīyah, 1994), p. 12.
[16] Al-Kāsānī, Abū Bakr ibn Mas'ūd, *Badā'i' al-Ṣanā'i' fī Tartīb al-Sharā'i'* (Cairo: Maktabah Maṭba'at al-Jamālīyah, 1327 AH), j: 5, p. 148.
[17] Aḥmad ibn Aḥmad Dardīr, *al-Sharḥ al-Kabīr* (Cairo: Dār al-Fikr, 2000), j: 3, p. 145.

امام نووی شافعی کا بیان ہے:

لأن القبض ورد به الشرع وأطلقه فحمل على العرف ، والعرف في ما ينقل النقل وفي ما لا ينقل التخلية[18]

(شریعت نے قبضہ کا ذکر کیا ہے اور اسے مطلق رکھا ہے۔ لہذا اس کو عرف پر محمول کیا جائے، اور عرف کی رو سے منقولہ اموال میں منتقلی اور غیر منقولہ میں تخلیہ قبضہ ہے)

ابن قدامہ حنبلی کہتے ہیں:

لأن القبض مطلق في الشرع فيجب الرجوع فيه إلى العرف[19]

(کیونکہ قبضہ شریعت میں مطلق ہے لہذا عرف کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے)

قبضہ میں سامان کی نوعیت کا لحاظ

مذاہب اربعہ کی کتب فقہ میں مذکور متعدد جزئیات اور فروعی مسائل کا تفصیلی تذکرہ کرتے ہوئے تقریباً تمام فقہاء حضرات نے مختلف اشیاء میں مختلف نوعیت کے عمل دخل کو قبضہ تصور کیا ہے منتقلی اور ناپ تول سے لے کر سامان کی جانب اشارہ کنجی کی حوالگی اور تخلیہ یعنی موانع کا ہٹا دینا یہ سب قبضہ ہی کی شکلیں ہیں جو اشیاء کی نوعیت کے لحاظ سے ہر شے میں اس کے حسب حال ہوتی ہیں گرچہ فقہاء احناف کے نزدیک منقولہ و غیر منقولہ تمام اشیاء میں تخلیہ ہی قبضہ مانا گیا ہے۔ مالکیہ، شوار اور حنابلہ کے نزدیک اموال غیر منقولہ میں تخلیہ کو قبضہ قرار دیا گیا ہے لیکن اموال منقولہ میں ان اشیاء کے حسب حال قبضہ کی علیحدہ علیحدہ شکلیں بیان ہوئی ہیں۔ تاہم احناف کے نزدیک تخلیہ کے مفہوم میں داخل قبض حقیقی اور قبضہ ملک کے وسیع دائرہ میں ہی وہ تمام شکلیں آجاتی ہیں۔ ان تفصیلات کا حاصل یہ ہے کہ ہر دور کے عرف و رواج اور ہر شے کے حسب حال قبضہ کی نوعیت متعین ہوگی۔[20]

ممانعت کی علت

فقہاء حضرات اس بات پر متفق ہیں کہ بیع قبل القبض سے ممانعت پر مشتمل احادیث علت پر مبنی ہیں۔ امام مالک کی صرف ایک روایت ہے کہ یہ ممانعت امر تعبدی ہے۔ متعدد حضرات نے مسالک اربعہ میں اس ممانعت کی علت اور بعض صحابہ کرام سے اس بابت منقول علت کا ذکر کیا ہے جو حسب ذیل ہے:

i. حضرت ابن عباس کے نزدیک اس کی علت ربا ہے۔

---

[18]Muḥyī al-Dīn ibn Sharaf, *al-Majmū‘ Sharḥ al-Muhadhdhab* (Cairo: Idārat al-Ṭibā‘ah al-Manīriyah, 1347 AH), p. 313.
[19]Muḥammad ibn Ṣāliḥ, *Ta‘līqāt Ibn Uthaymīn ‘alā al-Kāfī li-Ibn Qudāmah* (Riyadh: Bidoon, 2029), j: 4, p. 209.
[20] Mujāhid al-Islām Qāsmī, *Jadīd Tijārī Shakhlay*, p. 13

فتح الباری میں حضرت طاؤس کے سوال پر ان کا یہ جواب مذکور ہے ألا تراهم يتبايعون بالذهب والطعام مرجا حضرت ابوہریرہ نے بھی اسے رباہی قرار دیا ہے۔ مروان سے انہوں نے فرمایا احلت بیع الربا؟ فقال ما فعلت فقال أبو هريرة أحللت بيع الصكاك وقد نہی رسول الله عن بيع الطعام حتى يستوفى[21]

ii. احناف کے نزدیک اس کی علت غرر ہے۔ فتح القدیر میں ہے: لأن فيه غرر انفساخ العقد على اعتبار الهلاك[22]

iii. شوافع اور حنابلہ نے بھی غرر کو ہی ممانعت کی علت قرار دیا ہے۔

ابو اسحاق شیرازی رقمطراز ہیں: ولأن ملكه عليه غيرر، لأنه ربما هلك فانفسخ العقد وذلك غرر من غير حاجة فلم يجز[23]

iv. اور ابن قدامہ لکھتے ہیں: ما يتوهم فيه غرر الانفساخ بهلاك المعقود عليه لم يجز بناء عقد آخر عليه تحرزا من الضرر وما لا يتوهم فيه ذلك الغرر انتفى المانع فجاز العقد عليه[24]

ممانعت عام یا مخصوص

بیع قبل القبض کی ممانعت کے سلسلہ میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں ان کے الفاظ میں باہم فرق ہے اور اسی فرق کی بنیاد پر فقہاء کی آراء میں اختلاف ہوا ہے۔ چنانچہ بعض فقہاء کے نزدیک یہ ممانعت تمام اشیاء میں عام ہے جبکہ دیگر فقہاء نے حکم ممانعت کو مختلف اشیاء کے ساتھ مخصوص قرار دیا ہے۔ فقہاء کی آراء ذکر کرنے سے پہلے بعض وہ احادیث بیان کی جا رہی ہیں جن میں مختلف الفاظ میں قبضہ سے خرید و فروخت کی ممانعت وارد ہوتی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى أن يبيع الرجل طعاما حتى يستوفيه[25] (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اناج خریدے تو اسے اس وقت تک نہ بیچے جب تک اسے ناپ نہ لے)

حضرت جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ:

من اشترى طعاما بكيل أو وزن فلا يبعه حتى يقبضه[26]

(جس نے ناپ یا تول سے کھانا خریدا تو اسے اس وقت تک فروخت نہ کرے جب تک کہ اس پر قبضہ نہ کر لے)

---

[21] Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, Kitāb al-Buyū‘, Bāb Baṭlān Bay‘ al-Mabī‘ qabl al-Qabḍ (Karachi: Maktabah al-Bushrī, 2018), Ḥadīth no. 1528.

[22] Muḥammad ibn Muḥammad Rūmī, *al-‘Ināyah Sharḥ al-Hidāyah* (Beirut: Dār al-Fikr, 1980), j: 6, p. 512

[23] Ibrāhīm ibn ‘Alī, *al-Muhadhdhab fī Fiqh al-Imām al-Shāfi‘ī* (Beirut: Dār al-Kutub al-‘Ilmīyah, 1999), j: 2, p. 13.

[24] Ibn Qudāmah, ‘Abdullāh ibn Aḥmad, *al-Mughni* (Riyadh: Dār ‘Ālam al-Kutub li-Ṭibā‘ah wa al-Nashr wa al-Tawzī‘, 1997), j: 6, p. 191.

[25] Muḥammad ibn ‘Isā, al-Tirmidhī, *al-Sunan*, Kitāb al-Buyū‘, Bāb Mā Jā’a fī Karāhīyat Bay‘ al-Ṭa‘ām ḥattā Yastawfīhī (Karachi: Maktabah al-Bushrī, 2019), Ḥadīth no. 1291.

[26] Aḥmad ibn Ḥanbal, *Musnad Aḥmad* (Beirut: Dār al-Fikr, 2000), Ḥadīth no. 59000.

حضرت ابوہریرہ کی روایت کے الفاظ ہیں:

من اشترى طعاما فلا يبعه حتى يكتاله[27]

(جو کوئی کھانا خریدے وہ اسے اس وقت تک فروخت نہ کرے جب تک کہ وہ اسے ناپ نہ لے)

حضرت حکیم بن حزام سے روایت ہے کہ:

قلت يا رسول الله ، إني اشترى بيوعا فما يحل لي منها وما يحرم علي؟ قال: فإذا اشتريت فلا تبعه حتى تقبضه[28]

(میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ خریدتا ہوں تو ان میں سے میرے لیے کیا حلال ہے اور میرے لیے کیا حرام ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے میرے بھائی کے بیٹے کوئی چیز اس وقت تک نہ بیچو جب تک تم اسے نہ لے لو)

حضرت زید بن ثابت سے مروی ہے کہ:

إن النبي نهى أن تباع السلع حيث تبتاع حتى يحوزها التجار إلى رحالهم [29]

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت تک فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے جہاں وہ خریدی جاتی ہیں، جب تک کہ تاجر انہیں اپنی زینوں میں نہ رکھیں)

انہیں صحابہ کرام سے الفاظ کے تھوڑے بہت فرق کے ساتھ کچھ اور روایات بھی مروی ہیں، مذکورہ روایات میں کہیں قید کے ساتھ ممانعت اور کہیں علی الاطلاق ممانعت کے پیش نظر فقہاء مجتہدین کی آراء میں اختلاف ہوا ہے۔ فقہاء کی آراء ذیل میں درج کی جارہی ہیں:

i. حکم ممانعت عام ہے کسی بھی سامان کو قبضہ سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ یہ رائے حضرت امام شافعی، امام محمد بن حسن شیبانی اور امام زفر کی ہے۔

لا يجوز بيع المبيع قبل قبضه عقارا كان أو منقولا لا باذن البائع ولا بغير إذنه لا قبل أداء الثمن ولا بعده [30]

[27] Sulaymān ibn Ash‘ath, Abū Dāwūd, *al-Sunan*, Abwāb al-Ijārah, Bāb fī Bay‘ al-Ṭa‘ām qabl an Yastawfīhī (Karachi: Maktabah al-Bushrī, 2020), Ḥadīth no. 3496.
[28] Aḥmad ibn Ḥanbal, *Musnad Aḥmad*, Ḥadīth no. 15316.
[29] Sulaymān ibn Ash‘ath, Abū Dāwūd, *al-Sunan*, Abwāb al-Ijārah, Bāb fī Bay‘ al-Ṭa‘ām qabl an Yastawfīhī, Ḥadīth no. 3499.
[30] Muḥyī al-Dīn ibn Sharaf, *al-Majmū*, j: 9, p. 404.

ابن عقیل کی ایک روایت کے مطابق امام احمد بن جنبل کا بھی ایک قول یہی ہے۔ ان حضرات نے بنیادی طور پر حضرت حکیم بن حزام اور حضرت زید بن ثابت کی ان روایات کو پیش نظر رکھا ہے جن میں مطلق خریدی ہوئی اشیاء کو قبضہ سے پہلے فروخت کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ مسلم نے حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایت میں یہ اضافہ بھی نقل کیا ہے۔ **واحسب کل شی مسئلہ**

ii. یہ ممانعت صرف اشیاء خورد ونوش کے ساتھ خاص ہے دوسری اشیاء قبضہ سے پہلے فروخت کی جاسکتی ہیں یہ رائے حضرت امام احمد بن حنبل کی ہے۔

نقل عن أحمد أن المطعوم لا يجوز بيعه قبل قبضه سواء كان مكيلا أو موزونا أو لم يكن[31]

ان کا مستدل حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت ابو ہریرہ، حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت عبد اللہ بن عمر کی وہ روایات ہیں جن میں صراحت ہے کہ یہ ممانعت خوردنی اشیاء کی بابت تھی۔

iii. مالکیہ کے نزدیک یہ ممانعت صرف خوردنی اشیاء جو ناپ کر، تول کر، یا گن کر خریدی گئی ہوں، کے ساتھ مخصوص ہے۔ چنانچہ اگر خوردنی اشیاء بھی بلا تعیین مقدار مجموعہ (جزافا) خریدی گئی ہوں تو ان کو بھی قبضہ سے پہلے فروخت کیا جاسکتا ہے۔

ما بيع من الطعام مكيلة أو موازنة لم يجز بيعه قبل قبضه وما بيع مجازفة أو بيع من غير الطعام مكايلة أو موازنة جاز بيعه قبل قبضه[32]

مالکیہ کے پیش نظر وہی روایات ہیں جن میں ممانعت صرف طعام کے ساتھ مخصوص بیان ہوئی ہے ناپ تول کر خریدی ہوئی اشیاء ہی میں ممانعت مخصوص کرنے کی دلیل غالباً مسند احمد میں حضرت عبد اللہ بن عمر کی وہ روایت ہے جس میں ناپ تول کر خریدی ہوئی اشیاء کو قبضہ سے پہلے فروخت کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ مالکیہ کے نزدیک بلا کیل ووزن خرید وفروخت کی صورت میں نفس عقد ہی سے مبیع خریدار کے ضمان میں آجاتی ہے اور تصرف کرنا جائز ہو جاتا ہے۔

صالح عبد السمیع الابی لکھتے ہیں:

بخلاف الجزاف وهو بيع الشئ بلا كيل ولا وزن ولا عدد، فإن بيعه قبل قبضه جائز على المشهود لأنه ملكه بالعقد ولذا لو تلف قبل قبضه كان ضمانه من المشترى[33]

iv. احناف کے نزدیک حکم ممانعت صرف اشیاء منقول کے ساتھ مخصوص ہے جو اشیاء نقل نہیں کی جاسکتی ہیں جیسے زمین ومکان وغیرہ ان کی فروختگی قبضہ سے پہلے جائز ہے یہ رائے امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کی ہے۔[34]

[31] Ibn Qudāmah, ʻAbdullāh ibn Aḥmad, *al-Mughni*, j: 5, p. 165.
[32] Ibn Qudāmah, ʻAbdullāh ibn Aḥmad, *al-Mughni*, j: 5, p. 167-166.
[33] Ṣāliḥ ʻAbd al-Samīʻ, *al-Thamar al-Dānī* (Lahore: al-Ḥāj ʻAbdullāh al-Sayyār, 2000), p. 438.
[34] Mujāhid al-Islām Qāsmī, *Jadīd Tijārī Shakhlay*, p. 17.

ڈراپ شپنگ اور بیع قبل القبض میں فرق

ڈراپ شپنگ اور بیع قبل القبض دو مختلف کاروباری ماڈل ہیں۔ڈراپ شپنگ ایک خوردہ تکمیل کا طریقہ ہے جہاں بیچنے والا اپنی فروخت کردہ مصنوعات کو اسٹاک میں نہیں رکھتا ہے۔اس کے بجائے جب کوئی گاہک آرڈر دیتا ہے بیچنے والا کسی تیسرے فریق سے چیز خریدتا ہے اور اسے براہ راست کسٹمر کو بھیج دیا جاتا ہے۔ بیچنے والا پروڈکٹ کو براہ راست نہیں سنبھالتا اور اسے انوینٹری یا شپنگ سنبھالنے کی ضرورت نہیں ہے۔دوسری طرف بیع قبل القبض ادائیگی کا ایک طریقہ ہے جہاں بیچنے والا گاہک کو پروڈکٹ یا سروس فراہم کرنے سے پہلے پیشگی ادائیگی وصول کرتا ہے۔ بیچنے والے کے پاس پروڈکٹ اسٹاک میں ہو سکتا ہے یا انہیں ادائیگی حاصل کرنے کے بعد اسے تیار کرنے یا حاصل کرنے کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔یہ طریقہ عام طور پر ان حالات میں استعمال ہوتا ہے جہاں پروڈکٹ کو اپنی مرضی کے مطابق بنایا جاتا ہے یا آرڈر کرنے کے لیے بنایا جاتا ہے یا جہاں بیچنے والے کو پروڈکٹ کی فراہمی سے پہلے مواد خریدنے یا پروڈکشن میں سرمایہ کاری کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

بیع استصناع اور ڈراپ شپنگ

بیع استصناع اسلامی مالیات میں ایک قسم کا معاہدہ ہے جو ابھی تک تیار کردہ شے کی فروخت کی اجازت دیتا ہے۔اس معاہدے میں ایک خریدار بیچنے والے سے رابطہ کرتا ہے اور ان کی وضاحتوں کے مطابق ایک مخصوص شے تیار کرنے کی درخواست کرتا ہے۔پھر بیچنے والا اس چیز کو تیار کرنے اور اسے مستقبل کی تاریخ پر خریدار تک پہنچانے پر راضی ہوتا ہے۔یہ دو حصوں کا معاہدہ ہے۔پہلا حصہ اس چیز کو تیار کرنے کے بعد فروخت کرنے کا معاہدہ ہے جبکہ دوسرا حصہ خریدار کی وضاحتوں کے مطابق اس چیز کو تیار کرنے کا معاہدہ ہے۔یہ معاہدہ باقاعدہ فروخت کے معاہدے سے مختلف ہے کیونکہ معاہدے کے وقت شے ابھی تک تیار نہیں ہوئی ہے۔

استصناع مختلف قسم کی صنعتوں میں استعمال ہوتا ہے بشمول رئیل اسٹیٹ، تعمیرات اور مینوفیکچرنگ۔خریدار ایک فرد، ایک کمپنی یا یہاں تک کہ ایک سرکاری ادارہ بھی ہو سکتا ہے۔ بیچنے والا عام طور پر ایک کارخانہ دار یا ٹھیکیدار ہوتا ہے جس کے پاس شے تیار کرنے کی مہارت اور وسائل ہوتے ہیں۔اسلامی علماء نے بیع استصناع کے جائز ہونے پر بحث کی ہے لیکن اسلامی مالیات میں اسے عام طور پر ایک جائز معاہدہ کے طور پر قبول کیا جاتا ہے۔تاہم معاہدے کے درست ہونے کے لیے کچھ شرائط ہیں جن کا پورا ہونا ضروری ہے جیسے کہ شے کی وضاحت واضح طور پر بیان کی جانی چاہئیں، ترسیل کی تاریخ پر اتفاق ہونا چاہیے اور معاہدے کے وقت قیمت کا تعین ہونا چاہیے۔مزید برآں بیچنے والے کے پاس خریدار کی تصریحات کے مطابق شے تیار کرنے کی صلاحیت اور وسائل ہونے چاہئیں۔

استصناع کی تعریف

استصناع لغت میں کہتے ہیں طلب الصنعة[35] یعنی صانع سے عمل کو طلب کرنا۔کسی تیار کنندہ کو یہ آرڈر دینا کہ وہ اپنے پاس سے میٹیریل لگا کر خریدار کے لئے متعین چیز تیار کر دے اور تیار کنندہ کا اس ذمہ داری کو قبول کر لینے کا نام استصناع ہے۔[36]

---

35 .Ibn Manẓūr, *Lisān al-‘Arab* (Beirut: Dār al-‘Ilmīyah, 2000), p. 2508.

استصناع کا طریقہ کار

اما صورہ الستصناع فھی ان یقول انسان لصانع من خفاف او غیرہ اعمل لی خفا من آدیم من عندک بثمن کذا[37]

(جہاں تک مینوفیکچرنگ کا تعلق ہے تو یہ اس وقت ہوتا ہے جب کوئی شخص چمڑے یا کوئی اور چیز بنانے والے سے کہتا ہے کہ مجھے اپنے سے چمڑے کے جوتے فلاں قیمت پر بنا دو)

قرآن کریم سے بیع استصناع کا ثبوت

اللہ پاک کا ارشاد ہے:

قَالُوْا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِنَّ یَاْجُوْجَ وَ مَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰۤى اَنْ تَجْعَلَ بَیْنَنَا وَ بَیْنَهُمْ سَدًّا قَالَ مَا مَكَّنِّیْ فِیْهِ رَبِّیْ خَیْرٌ فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَیْنَكُمْ وَ بَیْنَهُمْ رَدْمًا [38]

(ایسا نہیں ہے اے ذوالقرنین! اس میں کوئی شک نہیں کہ یاجوج ماجوج وہ زمانہ ہے جب اپنی جگہ فساد برپا ہو اور فیصلہ کرنے کے لیے کسی قسم کی رقم کی ضرورت نہ ہو۔ اس نے کہا کہ میرے رب نے مجھے جو کچھ کرنے کی توفیق دی ہے وہ اچھا ہے تو میری طاقت سے مدد کرو میں تمہارے اور ان کے درمیان پردہ ڈال دوں گا)

ان آیات میں حضرت ذوالقرنین کی قوم نے ان سے ایک ایسی دیوار بنانے کے لیے کہا جو یاجوج ماجوج کی حفاظت کا ذریعہ بن سکے اور اس عمل پر انہوں نے حضرت ذوالقرنین کو اجرت دینے کا وعدہ بھی کیا اور بظاہر قوم کا مقصد یہ تھا کہ مٹیریل اور عمل حضرت ذوالقرنین کا ہو اور یہ استصناع ہے۔

حدیث مبارکہ سے بیع استصناع کا ثبوت

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

رَسولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عليه وَسَلَّمَ اصْطَنَعَ خَاتَمًا مِن ذَهَبٍ، فَكانَ يَجْعَلُ فَصَّهُ في بَاطِنِ كَفِّهِ إذَا لَبِسَهُ، فَصَنَعَ النَّاسُ، ثُمَّ إنَّه جَلَسَ علَى المِنْبَرِ فَنَزَعَهُ، فَقالَ: إنِّي كُنْتُ أَلْبَسُ هذا الخَاتَمَ، وَأَجْعَلُ فَصَّهُ مِن دَاخِلٍ، فَرَمَى به، ثُمَّ قالَ: وَاللَّهِ، لا أَلْبَسُهُ أَبَدًا، فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُم [39]

---

[36] Taqī ʻUthmānī, *Islāʾm aur Jadīd Maʻāshī Masāʾil* (Karachi: Dār al-Ishāʿah, 2007), j: 5, p. 154.

[37] Al-Kāsānī, Abū Bakr ibn Masʻūd, *Badāʾiʻ al-Ṣanāʻiʻ fī Tartīb al-Sharāʻiʻ* (Cairo: Maktabah Maṭbaʻat al-Jamālīyah, 1327 AH), j: 4, p. 93.

[38] Al-Kahf 18:95-94

[39] Muḥammad ibn Ismāʻīl, *al-Jāmiʻ al-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb al-Bās, Bāb Man Jaʻala Faṣṣ al-Khātim fī Baṭn Kafihi, Ḥadīth no. 5876.

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور جب آپ اسے پہنتے ہیں تو اپنی ہتھیلی کے اندر اس کا لو تھڑا لگاتے ہیں، چنانچہ لوگوں نے اسے بنایا۔ سونے کی انگوٹھیاں، پھر منبر کو بکھیر دیا، تو اس نے خدا کا شکر ادا کیا اور اس کی تعریف کی اور فرمایا میں نے اسے بنایا ہے اور میں نہیں پہنتا تو اس نے اسے رد کر دیا تو لوگوں نے اسے رد کر دیا)

ائمہ ثلاثہ کے ہاں استصناع کے عقد میں اگر سلم کی شرائط پائی جائیں تو یہ بیع سلم ہے ورنہ سرے سے یہ عقد ہی جائز نہیں ہے کیونکہ یہ خلاف قیاس اور بیوع کے اصولوں کے خلاف ہے۔ حنفیہ کے ہاں استصناع کا عقد جائز ہے۔ ایک تو اس لیے کہ آپ ﷺ کے زمانے سے اس کا تعامل چلا آرہا ہے لہذا اس تعامل کی وجہ سے قیاس کو ترک کیا جاسکتا ہے اور اسی کی وجہ سے آثار جن میں مبیع کا موجود، مقبوض، مملوک ہونا وغیرہ ضروری قرار دیا گیا ہے میں تخصیص کی جاسکتی ہے۔ دوسرا حنفیہ بطور استیناس ان آثار کو بھی ذکر کرتے ہیں جن میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک منبر اور انگوٹھی بنوائی تھی۔

تکییف

بعض کے ہاں اس عقد کی فقہی تکییف یہ ہے کہ یہ شروع سے ہی بیع ہے اور اس میں مبیع وہ چیز ہے جو بنوائی جارہی ہے جو کہ حکما، مبیع نہیں ہے۔ بعض کے ہاں یہ ابتداء اجارہ ہے اور انتہاء بیع ہے جیسے ہبہ بشرط العوض ابتداء تبرع ہے اور انتہاء بیع موجودہ عمل ہے۔

لزوم

استصناع کا عقد شرکت و مضاربت کی طرح غیر لازم ہے لہذا کوئی بھی فریق اس کو فسخ کر سکتا ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہا اللہ کی رائے یہ ہے کہ جب چیز بن کر آجائے تو خریدار کو خیار رؤیت حاصل ہے وہ اس بنیاد پر چیز لینے سے انکار کر سکتا ہے۔ امام ابو یوسف کی رائے یہ ہے کہ اگر چیز طے شدہ صفات کے مطابق ہے تو خریدار کو نہ لینے کا یا خیار رؤیت حاصل نہیں ہے۔ متاخرین نے مطلقا اس عقد کو لازم قرار دیا ہے اور خیار رؤیت میں بھی امام ابو یوسف کے قول پر فتوی دینا چاہیے کیونکہ یہی قول حالات زمانہ کے زیادہ موافق ہے۔[40]

استصناع کی حیثیت

استصناع کی حیثیت میں مشائخ کا اختلاف ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ آپس میں کیا گیا ایک وعدہ ہے بیع نہیں اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ بیع ہے۔ کما فی البدائع الصنائع: **فقد اختلف المشائخ فیه.قال بعضهم هو مواعده ولیس بیع وقال بعضهم هو بیع لکن للمشتری فیه خیاروهو الصحیح**[41] خیار کے متعلق مفتی احسان اللہ شائق صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک چیز تیار ہونے کے بعد خریدار کو خریدنے نہ خریدنے کا اختیار ہے اسی طرح خریدار کو دکھانے سے پہلے بنانے والے کو اختیار ہے آرڈر لینے والے کے ہاتھ فروخت کرے یا نہ کرے۔

40‘ Abd al-Quddūs Hāshimī, *Majallah Aḥkām al-ʻAdliyyah* (Lahore: ʻUlamā Academy Shubhah Maṭbūʻāt, 1851), p. 394.

41 Al-Kāsānī, Abū Bakr ibn Masʻūd, *Badāʾiʻ al-Ṣanāʻiʻ fī Tartīb al-Sharāʻiʻ*, j: 5, p. 12.

خریدار کو دکھانے کے بعد اختیار ختم ہو جائے گا ہر حال میں اسی کو دینا ہو گا۔ لیکن امام ابو یوسف کے نزدیک جب معاہدہ طے پا گیا ایجاب وقبول ہو گیا اب دونوں کا اختیار ختم ہو گیا فریقین میں سے کسی کو بھی رجوع کا حق نہیں یہ بیع لازم ہو جاتی ہے اسی فتوے پر عمل کر کے ہی استصناع پر عمل ہو سکتا ہے ورنہ آرڈر کی تعمیل بہت مشکل ہے۔ باقی خیار رؤیت کا مسئلہ وہ نمونہ دیکھنے اور اوصاف بیان کرنے سے ساقط ہو گیا اور بنانے والے کا اختیار معاہدہ کی وجہ سے باطل ہو گیا۔[42]

شرائط

فقہ اسلامی کے نقطہ نظر سے اس طرح کا معاملہ کرنا چند شرائط کے ساتھ درست ہے۔

1. بیع کی جنس متعین ہو مثلاً گیہوں چاول برتن گاڑی وغیرہ۔
2. نوع اور قسم متعین ہو مثلاً چاول ہے تو کونسی قسم کے باس متی یا کوئی اور اسی طرح اگر مصنوعی چیز ہے جیسے کپڑا یا جوتا یا گاڑی تو وہ کس کمپنی کی اور کہاں کے بنے ہوئے ہیں مثلاً کانپور مراد آباد دلی جاپان چین وغیرہ۔
3. مال کی صفت متعین ہو جیسے ہائی کوالٹی یا لو کوالٹی یا میڈیم کوالٹی وغیرہ۔
4. مقدار معلوم ہو مثلاً کتنا کلو ہے یا کس سائز کا ہے۔
5. ادائیگی کی مدت معلوم ہو کہ سامان کتنے دنوں میں دیا جائے گا۔
6. ثمن کی مقدار اور صفت معلوم ہو یعنی کتنے روپے کا ہو گا اور کرنسی کونسی ہو گی وغیرہ۔
7. سامان کی کچھ رقم پیشگی ادا کرنا ہے یا پوری رقم دینا ہے۔
8. بائع مشتری کو کہاں سامان پہنچائے گا۔[43]

اس کے علاوہ مزید دو شرطیں حضرت مفتی احسان اللہ شائق صاحب نے بیان فرمائی ہیں۔

ایک یہ کہ مال تیار کرنے کے تمام اجزاء کاریگر کے ہوں اگر اکثر خام مال خریدار کا ہو تو اجارہ ہو جائے گا اور اجرت کے احکام اس پر جاری ہونگے اور اگر اکثر مال کاریگر کا ہے تو یہ بھی استصناع ہے۔

دوسری یہ کہ ایسی چیز بنوائی جائے جس کا عام رواج ہو گیا ہو۔ ایسی چیز نہ ہو جو غیر مستعمل وغیر متعارف ہو ورنہ عقد فاسد ہو گا۔ کیونکہ استصناع خلاف قیاس ہے جو چیز خلاف قیاس ہو وہ موضع ثبوت پر مقید رہتی ہے۔ اس پر قیاس کر کے دوسری جگہ حکم نہیں لگا سکتے۔[44]

ان مذکورہ شرائط کا لحاظ کرتے ہوئے بیع استصناع کی جائے تو درست ہو گی ورنہ نہیں۔

---

[42] Aḥsān Allāh Shāʾiq, *Jadīd Muʿāmalāt ke Sharʿī Aḥkām* (Karachi: Dār al-Ishāʿah, 2007), p. 100.
[43]Muḥammad Jaʿfar Malī, *Darsī aur Taʿlīmī Ahamm Masā'il*, Jāmiʿah al-Islāmīyah Ishā'at al-ʿUlūm, Hind (India), p. 341.
[44] Iḥsān Allāh Shā'iq, *Jadīd Muʿāmalāt ke Sharʿī Aḥkām*, Vol. 1, p. 124.

مصنوع کے احکام

1. مبیع طے شدہ صفات کے موافق ہو اگر صفات کے خلاف ہو تو خریدار کو نہ لینے کا اختیار حاصل ہے۔
2. اگر صانع نے پہلے سے تیار شدہ چیز حوالے کر دی تو یہ بھی درست ہے بشرطیکہ عقد کے وقت اس چیز کی تعیین نہ ہو بلکہ صرف صفات متعین ہوئی ہوں۔
3. مبیع جب تک حوالے نہ کی جائے وہ صانع کی ملک ہے اسی پر ضمان وغیرہ آئے گا اور وہ اس کو کسی اور کو بیچ سکتا۔
4. اگر صانع نے چیز مستصنع یا اس کے وکیل کے حوالے کر دی یا تخلیہ کر دیا تو صانع کا ذمہ ہو جائے گا۔
5. اگر وقت سے پہلے مبیع تیار ہو جائے اور حوالے کی جائے تو خریدار پر ہے بری لینا لازم ہے۔

ثمن کے احکام:

1. ثمن معلوم ہو۔
2. ثمن کا معجل ہونا شرط نہیں مؤجل بھی جائز ہے اور قسطوں کی شکل میں بھی۔
3. اگر ثمن ابتداء صانع کو دیدیا تو وہ اس کا مالک ہو جائے گا، اس سے انتفاع حاصل کر سکتا ہے۔
4. کسی منفعت کو بھی ثمن بنایا جا سکتا ہے۔[45]

معاصر صورتیں:

آج کل تعمیراتی کاموں اور مکانات وغیرہ میں استصناع پر عمل کیا جاتا ہے ان کی دو صورتیں زیادہ رائج ہیں۔

1. زید کی زمین ہے اور وہ کسی ٹھیکہ دار سے کہہ دے کہ اس زمین پر میرے لیے گھر بناؤ۔ اس صورت میں اگر مکان کا سارا میٹریل زید ہی کی طرف سے ہے تو یہ اجارہ ہے اور اگر میٹریل عمر کی طرف سے ہے تو یہ استصناع ہے۔ اس کو آج کل مقاولہ بھی کہتے ہیں۔
2. زمین عمر کی ہے اور زید اس سے یہ مطالبہ کرے کہ تم اپنی اتنی متعین زمین پر میرے لیے اس قسم کا، گھر مکان، فلیٹ بناؤ۔ جیسا کہ آج کل بڑے پلازوں میں دکانیں بننے سے پہلے بکنگ ہوتی ہے اسی طرح مکانات اور فلیٹس کی بھی بننے سے پہلے بکنگ ہوتی ہے یہ بھی استصناع ہے۔ لہذا دکان یا فلیٹ مکان تیار ہونے اور قبضہ میں لینے سے پہلے آگے کسی اور کو بیچنا درست نہیں کیونکہ یہ بیع غیر المملوک ہے۔[46]

---

[45]Muḥammad Niʿmat Allāh wa Muḥammad Burhān al-Dīn, *ʿAqd al-Istisnā' se Mutallaq Baʿḍ Masā'il*, IFA Publications, Nayī Dillī (New Delhi), 2017, p. 17..

[46]Muḥammad Niʿmat Allāh wa Muḥammad Burhān al-Dīn, *ʿAqd al-Istisnā' se Mutallaq Baʿḍ Masā'il*, p. 26.

بیع استصناع اور ڈراپ شپنگ میں فرق

ڈراپ شپنگ اور بیع استصناع مصنوعات کی فروخت کے لیے دو الگ الگ کاروباری ماڈل ہیں۔ ڈراپ شپنگ ایک کاروباری ماڈل ہے جہاں بیچنے والا ان مصنوعات کو اسٹاک میں نہیں رکھتا ہے جو وہ بیچ رہے ہیں۔ اس کے بجائے وہ ایک سپلائر کے ساتھ کام کرتے ہیں جو مصنوعات کا ذخیرہ کرتا ہے اور بیچنے والے کے آرڈر موصول ہونے کے بعد انہیں براہ راست گاہک کو بھیجتا ہے۔ بیچنے والا عام طور پر پروڈکٹ کی خوردہ قیمت طے کرتا ہے اور تھوک قیمت کے درمیان فرق پر منافع کماتا ہے جو وہ سپلائر کو ادا کرتا ہے اور خوردہ قیمت جو وہ گاہک سے وصول کرتا ہے۔

دوسری طرف بیع استصناع یا آرڈر شدہ مینوفیکچرنگ ایک کاروباری ماڈل ہے جہاں بیچنے والا صرف گاہک سے آرڈر موصول ہونے کے بعد پروڈکٹ تیار کرتا ہے۔ بیچنے والا عام طور پر گاہک کی تصریحات کی بنیاد پر ایک حسب ضرورت پروڈکٹ بناتا ہے اور قیمت وصول کرتا ہے جس میں مواد کی قیمت مزدوری اور منافع کا مارجن شامل ہوتا ہے۔

ڈراپ شپنگ میں بیچنے والے کو انوینٹری میں سرمایہ کاری کرنے یا تکمیل کے عمل کو منظم کرنے کی ضرورت نہیں ہے جس سے یہ ایک کم خطرہ والا کاروباری ماڈل ہے۔ تاہم مصنوعات کی تھوک قیمت کی وجہ سے منافع کا مارجن کم ہو سکتا ہے۔

بیع استصناع میں بیچنے والے کو ہر حسب ضرورت مصنوعات تیار کرنے کے لیے مواد اور محنت میں سرمایہ کاری کرنی پڑتی ہے لیکن ان کے پاس زیادہ منافع کمانے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ تاہم یہ ایک زیادہ خطرے والا کاروباری ماڈل بھی ہو سکتا ہے کیونکہ بیچنے والے کو آرڈرز مسلسل موصول نہیں ہوتے یا حسب ضرورت مصنوعات کی تیاری میں شامل اخراجات کا درست اندازہ لگانے میں دشواری ہوتی ہے۔

خلاصہ بحث

اس تحقیق میں ڈراپ شپنگ کے طریقہ کار کو اسلامی فقہ کی روشنی میں جانچا گیا اور اس کے اخلاقی و قانونی پہلوؤں پر تفصیلی بحث کی گئی۔ نتائج سے ظاہر ہوتا ہے کہ روایتی ڈراپ شپنگ کے کئی پہلو اسلامی قوانین سے متصادم ہو سکتے ہیں، خاص طور پر ملکیت کے اصول اور شفافیت کی شرائط کے حوالے سے۔ تحقیق میں مشارکہ، مرابحہ، اور اجارہ جیسے شریعت کے مطابق کاروباری ماڈلز کو ڈراپ شپنگ کے متبادل کے طور پر پیش کیا گیا، جو نہ صرف اسلامی اصولوں پر پورا اترتے ہیں بلکہ جدید کاروباری ضروریات کو بھی پورا کرتے ہیں۔ یہ مطالعہ مسلم تاجروں کے لیے ایک رہنما ثابت ہو سکتا ہے، جو جدید تجارت میں اسلامی اصولوں کی پاسداری کو یقینی بنانے کے خواہاں ہیں۔ اس تحقیق کا بنیادی مقصد شریعت اور

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

* Muslim ibn Ḥajjāj, Abū al-Ḥusaīn, al-Qushīrī. *Ṣaḥīḥ Muslim.* Nishā pūr: Dār al-Khilāfā al-Ilmīya, 1330 AH.
* Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl. *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī.* Cairo: Dār al-Fikr, 1422 AH.
* Ibn Taymīyah, Aḥmad ibn ʿAbd al-Ḥalīm. *Minhāj al-Sunnah al-Nabawīyah.* Edited by Muḥammad Rashād Sālim. Riyadh: Jāmiʻat al-Imām Muḥammad ibn Saʻūd, 1986.

* Ibn Kathīr, Ismāʻīl ibn ʿUmar. *Tafsīr al-Qurʾān al-ʿAẓīm.* Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, 1994.
* Al-Ghazālī, Abū Ḥāmid. *Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn.* Cairo: Dār al-Shaʿb, 1978.
* Ibn Qayyim al-Jawzīyah. *Miftāḥ Dār al-Saʿādah.* Cairo: Maktabah Dār al-Turāth, 1992.
* Ṣuyūṭī, Jalāl al-Dīn. *Al-Itqān fī ʿUlūm al-Qurʾān.* Beirut: Dār al-Fikr, 1996.
* Ibn Ḥazm, ʿAlī ibn Aḥmad. *Al-Muḥallā bi al-Āthār.* Beirut: Dār al-Fikr, 2002.
* Shāṭibī, Abū Isḥāq Ibrāhīm ibn Mūsā. *Al-Muwāfaqāt fī Uṣūl al-Sharīʿah.* Edited by Muḥammad ʻAbd Allāh Darāz. Cairo: Dār al-Maʻārif, 1975.
* Rāzī, Fakhr al-Dīn. *Al-Tafsīr al-Kabīr.* Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, 2008.